اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ربیع الاوّل اور ہم

ماہ ربیع الاوّل حضورﷺ کی ذاتِ اقدس سے منسوب ہے۔ آپؐ نے 12 ربیع الاوّل کو وصال فرمایا اور مستحکم روایات کے مطابق اسی مہینہ میں آپؐ دنیا میں تشریف لائے۔ چودہ سو سال (1400) میں دنیا نے کئی رنگ بدلے خود مسلمانوں کی تاریخ میں کئی نشیب و فراز آئے۔ اسی دوران امت مسلمہ کا مورال کبھی آسمانوں کو چھوتا دکھائی دیتا ہے اور کبھی پتال میں نظر آتا ہے۔ عملی طور پر مسلمانوں کے کردار پر کبھی فرشتے رشک کرتے ہوں گے اور کبھی وہ اتنا شرمناک دکھائی دیتا ہے کہ دین اسلام کجا شرفِ انسانیت بھی داغدار ہو جاتی ہے۔ لیکن حضورﷺ کی ذات گرامی سے جذباتی لگاؤ اور والہانہ عشق آج بھی مسلمان کا حقیقی روحانی اثاثہ ہے۔ آج بھی کوئی بد بخت اگر حضورﷺ کی توہین کرنے کی ناپاک جسارت کرے تو ہزاروں لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان غازی علم الدین شہید کی سنت پر عمل کرنے کے لیے تڑپنے لگتے ہیں۔ جس ہستی پر اللہ رب العزت خود درود بھیجے' انسانوں کے قلم اور ان کی زبانیں اُس کی ثنا خوانی کا کیا حق ادا کر سکیں گی۔

ہمارے قارئین جب اِن سطور کا مطالعہ کر رہے ہوں گے تو 12 ربیع الاوّل کا دن گزر چکا ہوگا۔ میڈیا یہ اعلان کر چکا ہوگا کہ مسلمانوں نے محسن انسانیتؐ کا دن پوری شان و شوکت سے منایا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ مالک کائنات نے آپؐ کو اس دنیا میں بھیج کر انسانیت پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے' اسی لیے کتابِ زندہ میں رقم فرمادیا ''وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ '' لیکن مسلمانوں کو لازماً یہ سوچنا ہوگا کہ حضورﷺ سے جذباتی لگاؤ اور والہانہ عشق کے ایسے اظہار کے باوجود محمدﷺ کی امت آج ذلیل و رسوا کیوں ہے؟ ہم مسلمان اگر اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی تکلیف گوارا کریں تو یہ جاننے کے لیے افلاطونی دانش کی ضرورت نہیں رہے گی کہ ہماری اِس ذلت و نکبت کی اصل وجہ کیا ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ حضورﷺ کی غلامی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور اپنے نفس کو الٰہ کا درجہ دے رکھا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ نبیؐ جو دے اُسے مضبوطی سے تھام لو اور جس سے روک دے اُس سے رک جاؤ' لیکن بدقسمتی سے ہمارا عمل بالکل اس کے برعکس ہے۔

آپؐ نے نجی اور اجتماعی زندگی کے ہر ہر گوشہ میں ہماری رہنمائی فرمائی۔ ہم آج ان سطور میں صرف عدل کے حوالہ سے خود احتسابی کریں تو ہمیں اپنے کردار' اپنے عمل اور رویہ سے گھن آئے گی۔ ''عدل'' اسلام کا کیچ ورڈ ہے۔ حضورﷺ کی ذاتِ اقدس عدل کا بے مثل نمونہ تھی۔ اور آج عالم اسلام میں عدل ناپید ہے پھر عدل اور مساوات کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جس معاشرے میں عدل نہیں ہوگا وہاں مساوات کا قیام ناممکن ہے۔ لہٰذا طبقاتی تقسیم مسلمان معاشرے میں اپنے عروج پر ہے۔ مراعات یافتہ طبقے اور عام مسلمانوں کی طرزِ زندگی میں دورِ جہالت کے آقا اور غلام کی نسبت زیادہ فرق ہے۔ مسجدوں میں قالین بچھانے والے اور نعت خوانوں پر نوٹ نچھاور کرنے والے اپنے ورکرز کو زندہ رہنے کا حق دینے سے انکاری ہیں۔ بھٹہ کے مزدوروں اور ننھے منے ہاتھوں سے قالین بافی کرنے والوں سے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے کتے کہیں بہتر خوراک سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ تعلیم اور صحت کے شعبہ میں عدل و انصاف کا کوئی گزر نہیں اور ظلم اپنی تمام حدود سے تجاوز کر گیا ہے۔ ایسے ایسے ہسپتال اور سکول ہیں جن کے سامنے فائیو سٹار ہوٹل بھی ماند پڑ جائیں اور سرکاری ہسپتالوں اور سکولوں کی حالت زار سے کون واقف نہیں۔ یعنی ہم مجسم عدل سے اظہارِ عشق کرتے ہیں اور ظلم روا رکھنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

ہم یہ عام سی بات بھی سمجھنے سے کیوں قاصر ہیں کہ کوئی اولاد اپنے باپ کی یا شاگرد اپنے استاد کی یا مرید اپنے مرشد کی حمد و توصیف میں تو زمین و آسمان کے قلابے ملائے لیکن عمل اُس کی ہدایت کے برعکس کرے' تو ایک عام شریف النفس انسان بھی اِس رویہ سے نفرت کرے گا چہ جائیکہ ایک ایسی ہستی جو نیکی اور ہدایت کا سرچشمہ ہے' جو مرجع اخلاق ہے' جس کے گلابی ہونٹوں سے سچ کے سوا کچھ نہیں نکلتا تھا' جو غریبوں اور یتیموں کا سرپرست تھا' جس نے آقا دو جہاں ہونے کے باوجود اپنے لیے فقر اختیار کیا تھا' وہ ہستی ہماری اس دورخی کو پسند کرے گی۔ ہمارا جذباتی لگاؤ اور والہانہ عشق یقیناً قابل تحسین بلکہ توشۂ آخرت ہے لیکن ہادئ برحق کی سچی اطاعت اور پیروی کے بغیر یہ خالی خولی جذبہ اور بے عملی ہمیں کہیں منافقین کی صف میں نہ لا کھڑا کرے۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنی حفظ و امان میں رکھے اور حضور پاک ؐ کا سچا عاشق اور پیروکار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!